URDU - MANNERS OF CONVERSATION IN THE LIGHT OF SEERAT-UN-NABI ﷺ

آدابِ گفتگو سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں - URDU

Dr. Jabeen Bhutto
University of Sindh, Pakistan
Abdul Hamid Arain
University of Sindh, Pakistan

ABSTRACT:

Talking is as old as human beings on earth. Talking is a way human beings use to convey their feelings, emotions, demands and requirements to others. Tongue, a body organ that enable this function, is accordingly one of the most vital organ in our body. It is interesting that this highly important organ does not automatically function in the manner in which it is supposed to function and need strong control. Other body organs, for example, lungs, kidneys, bones, etc, are programmed in a way that they do certain functions unless out of order or impacted by a sickness. This body organ i.e. the tongue, despite being physically and physiological in a healthy condition, can function in worst of the manners depending on person's inner state and earn him disrespect and humiliation. If a person speaks gently, he gets good value and response from others and if he uses rough language and does not refrain from abusing others, then people don't respect such a person.

Islam being the complete code of life gives the instructions to speak gently. The life of Prophet Muhammad ﷺ is the best example for us in order to understand the best of the manners to speak. Prophet ﷺ (peace be upon him) guided us that when a person speaks, his or her tone should be low, voice should be clear, and the words that are uttered should be selected with care. Speech should have the balaghah and message should be communicated in the best possible way. Abuses and zoilism is not a way of talking of a Muslim or a gentlemen. We should avoid such way of talking as it causes grieve to the person involved in such an exchange of words. Prophet ﷺ (peace be upon him) taught us not to argue with foolish people and avoid arguing with meaningless arguments. In heaven there will be no such rough words of abuses. If we eliminate the hate speech and abuses from this world too, it would also become a very pleasant place to live.

Key words: Speaking gently, Talking, Low tune, abuses, zoilism, argument

تعارف

آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ساتھ ہی اسے بولنا سیکھایا گیا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد فوراً بولنے کا ذکر کیا ہے۔ارشادِ ربانی ہے:

قَالَ يَآ اٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ[1]۔

"فرمایا! اے آدم ان چیزوں کے نام بتادو، پھر جب آدم نے انہیں ان کے نام بتادیئے فرمایا کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے تو اسے بھی جانتا ہوں"

یعنی نسانی تاریخ کے ساتھ ہی بولنے کی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔ تحریر کا تو بہت بعد میں آغاز ہو مگر انسان کی پیدائش اور گفتگو دونوں ہم عمر ہیں۔

زبان انسانی جسم میں گوشت کا ایسا ٹکڑا ہے جو اسے پستی سے بلندی پر اور بلندی سے پستی تک پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے زبان کا صحیح استعمال انتہائی ناگزیر ہے۔ انسان کی گفتگو اس کی شخصیت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اچھی پر تاثیر شخصیت کے لیے انداز گفت وشنید بھی پر اثر ہونا چاہیے۔ اسی حوالہ سے یہ مقولہ مشہور ہے کہ "پہلے تولو پھر بولو"۔ یعنی جب کلام کرنا مقصود ہو تو سب سے پہلے سوچو غور و فکر کرو، مناسب الفاظ کا چناؤ ہو اور اس کے ساتھ آواز بھی دھیمی ہو اور لہجہ بھی مناسب ہو۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ انسانی زندگی کے تمام شعبوں و معاملات میں شریعتِ اسلامیہ رہنمائی کرتی ہے۔ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک کسی لمحے کے لیے بھی اسے بغیر رہنمائی کے نہیں چھوڑا گیا۔ باقی معاملات کی طرح گفتگو کرنے میں بھی رہنمائی کی گئی ہے۔ کب، کہاں اور کیا بولنا ہے، سنت نبی ﷺ میں رہنمائی کی گئی ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو بھی اپنی آواز دھیمی رکھنے کا حکم دیا۔ چیخنے چلانے سے منع فرمایا:

"وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ"۔[2]

"اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز پست کر یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے"۔

دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (1) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (2) إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ (3) إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ"۔[3]

"اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ پیغمبر خدا کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں خدا نے ان کے دل تقوے کے لئے آزما لیے ہیں ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ جو لوگ تم کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں"۔

مندرجہ بالا آیات ہمیں سمجھایا جارہا ہے

کہ محفل میں اپنی آوازیں پست رکھیں، دھیمے لہجے میں گفتگو کرنی چاہیے خصوصاً جب محفل میں کوئی بڑا آدمی موجود ہو۔ محفل میں زیادہ باتیں کرنے والوں اور ٹھٹھہ کرنے والوں کو آپ ﷺ نے برے اخلاق والوں میں شامل کیا ہے۔

سیدنا ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان أحبكم الي وأقربكم مني في الآخرة محاسنكم أخلاقا وان أبغضكم الي وأبعدكم مني في الآخرة مساويكم أخلاقا الثرثارون المتفيهقون المتشدقون"۔[4]

"تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور (قیامت والے دن) میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے، جو تم میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہوں گے، اور تم میں سے سب سے زیادہ مجھے ناپسندیدہ (اور قیامت والے دن) مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے، جو برے اخلاق والے ہوں گے، جو تکلف سے زیادہ باتیں کرنے والے، ٹھٹھہ لگانے والے اور بہت زیادہ باتیں کرنے والے ہیں"۔

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے آدابِ گفتگو کے سلسلہ میں تعلیم دی کہ:

"عن أبي هريرة سمع رسول الله ﷺ يقول إن العبد ليتكلم بالكلمة ما يتبين فيها يزل بها في النار أبعد مما بين المشرق"۔[5]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: "بندہ بعض وقت گفتگو کرتا ہے اور اس کے نتیجہ پر غور نہیں کرتا ہے اور اس کی وجہ سے پھسل کر جہنم میں چلا جاتا ہے حالانکہ وہ اس سے اتنا دور ہوتا ہے جتنی دوری کہ مشرق (اور مغرب) کے درمیان ہوتی ہے"۔

ان دونوں احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب بھی کلام کیا جائے سوچ سمجھ کر کیا جائے ورنہ ذرا سی زبان کی لرزش آسمان سے پاتال میں پہنچا دیتی ہے۔

آدابِ گفتگو میں یہ بھی شامل ہے کہ اچھی صاف اور سیدھی بات کرنی چاہیے نہ کہ گھما پھرا کر کی جائے اور نہ ہی ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں جو کہ سامنے والے کی سمجھ میں ہی نہ آسکیں اور وہ مصیبت میں ہی پڑ جائے۔ جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا"۔[6]

"لوگوں کو اچھی باتیں کہو"۔

"فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا"۔[7]

"لہٰذا انہیں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور جو بات کریں صاف اور سیدھی کریں"۔

اسی طرح سے آپ ﷺ نے فرمایا:

"عن عاشة رحمها الله قالت كان كلام رسول الله ﷺ كلاما فصلا يفهمه كل من سمعه"۔[8]

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی گفتگو صاف اور واضح ہوتی، جسے ہر سننے والا سمجھ لیتا"۔

بنی ﷺ کی عادات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گفتگو میں صاف اور واضح انداز اپنانا چاہیے اور ٹھہر ٹھہر کر کلام کرنا چاہیے تاکہ سننے والا بھی سمجھ سکے۔

مختصر اور جامع انداز میں گفتگو کرنی چاہیے یعنی کلام زیادہ لمبا نہ ہو جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أن عمرو ابن العاص قال يوما وقام رجل فأكثر القول فقال عمرو لو قصد في قوله لكان خيرا له سمعت رسول الله ﷺ يقول لقد رأيت أو أمرت أن أتجوز في القول فإن الجواز هو خير"۔[9]

حضرت عمرو بن العاص نے ایک روز ایک آدمی کو جس نے کھڑے ہو کر لمبا خطاب کیا تھا فرمایا کہ: کاش وہ درمیانی گفتگو کرتا تو اس کے لیے بہتر ہوتا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ! "میرا خیال ہے یا فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ گفتگو میں توسط اختیار کروں کیونکہ درمیانے انداز میں ہی خیر ہے"۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"عن أبي هريرة ﷺ قال قال رسول الله ﷺ من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا أو ليصمت"۔[10]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے"۔

یعنی کلام میں احتیاط برتی جائے اور بیہودہ گفتگو، لایعنی باتوں سے بہتر ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے کیونکہ خاموشی میں نجات اور فضول گفتگو میں تباہی ہے۔

آدابِ گفتگو میں یہ بھی شامل ہے کہ اگر کسی مسئلے میں بحث و تکرار کی نوبت آجائے تو بحث و مباحثہ اچھے انداز میں کیا جائے، بات مدلل ہو، سامنے والے کی عزت نہ اچھالی جائے۔ ضد اور ہٹ دھرمی سے بچا جائے احسن طریقہ اپنانا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ"۔[11]

"اور اہل کتاب کے ساتھ بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو۔ مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں۔اور صاف اعلان کر دو کہ ہمارا تو اس کتاب پر بھی ایمان ہے جو ہم پر اتاری گئی اور اس پر بھی جو تم پر اتاری گئی۔ ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ ہم سب اسی کے حکم بردار ہیں"۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

"ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ"۔[12]

"اور بری بات کے جواب میں ایسی بات کہو جو نہایت اچھی ہو اور یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے"۔

سیرت النبی ﷺ سے ہمیں یہ بھی سبق ملتا ہے کہ نہ صرف اچھے طریقے سے بحث مباحثہ کیا جائے بلکہ لا حاصل اور فضول کی بحث سے بچنا چاہیے۔ارشاد ہوتا ہے:

"وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا"۔[13]

"اور خدا کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں (سلام کر کے گزر جاتے ہیں)"۔

یعنی اگر کوئی جاہل بیکار کی بحث شروع کر دے تو اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ اسے سلام کر کے گزر جاؤ نہ کہ بحث شروع کر دو اور اپنا وقت بھی ضائع کر و اور حاصل بھی کچھ نہ ہو۔

یہ بھی آدابِ گفتگو کا حصہ ہے کہ انسان گالی گلوچ اور بے ہودہ گفتگو سے بچے۔گالی گلوچ معاشرہ کے لیے ایک بڑی خطرناک برائی ہے، بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ معمولی معمولی، ناگوار کاموں کی وجہ سے گالی گلوچ پر اتر آتے ہیں۔گالی دینا بہت بڑا گناہ ہے۔گالی دینے سے دوسرے انسان کی تحقیر کرنا مقصود و مراد ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ"۔[14]

"اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں۔کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں۔یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے"۔

قرآن مجید میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (1) الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (2) وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ"۔[15]

"ایماندار لوگ کامیاب ہو گئے۔ جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔ اور جو بیہودہ باتوں سے دور رہتے ہیں"۔

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں کہ ایمان دار لوگوں کی نشانی ہے کہ وہ بے ہودہ گفتگو، گالی گلوچ سے دور رہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اگر کسی میں ایمان موجود ہے تو وہ لغویات سے دور رہے گا اور اگر لغویات میں پڑ گیا تو اس میں سے ایمان جاتا رہا۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :

"سباب المسلم فسوق وقتاله كفر"۔[16]

"مسلمان کو گالی دینا بڑا گناہ ہے، اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گالی گلوچ

سے اپنے آپ کو بچانا ضروری ہے اور اگر کوئی گالی دیتا ہے، تو کوشش کرنی چاہیے کہ اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اپنی زبان کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ کیونکہ فرشتہ آپ کی طرف سے گالی کا جواب دے رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارکہ کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

"عن سعيد بن المسيب أنه قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس ومعه أصحابه وقع رجل بأبي بكر فآذاه فصمت عنه أبو بكر ثم آذاه الثانية فصمت عنه أبو بكر ثم آذاه الثالثة فانتصر منه أبو بكر فقام رسول الله حين انتصر أبو بكر فقال أبو بكر أوجدت علي يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم نزل ملک من السما يكذبه بما قال لک فلما انتصرت وقع الشيطان فلم أكن لأجلس إذ وقع الشيطان"۔[17]

"سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے ایک شخص نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں برا بھلا کہا، اور انہیں اذیت دی، تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے اس نے پھر دوسری بار ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذیت دی تو بھی وہ چپ رہے اس نے تیسری بار بھی اذیت پہنچائی تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جواب میں کچھ کہہ دیا۔ جونہی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھ پر ناراض ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ! "آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے وہ اس تکلیف پہنچانے والی کی تکذیب کر تا رہا جب تم نے اسے جواب دیا تو درمیان میں شیطان آگیا لہذا جب شیطان آگیا تو میں نہیں بیٹھ سکتا"۔

یعنی جب تک گالی کا جواب نہ دیا تھا اس وقت فرشتہ جواب دے رہا تھا لیکن جب تو نے گالی کا جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا۔ اور شیطان آگیا۔ جو فساد پھیلانا چاہتا ہے۔ اس وجہ سے اللہ کے بندے گالی گلوچ سے بچتے ہیں۔ اور گالی کا جواب گالی سے نہیں دیتے۔ اور جو شخص گالی کی ابتداء کرتا ہے، گالی دینے کا گناہ اس کے سر ہوتا ہے۔ چنانچہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

"المستبان ما قالا فعلى البادي منهما ما لم يعتد المظلوم"۔[18]

"جب دو آدمی ایک دوسرے کو گالیاں دیں تو زیادہ مجرم وہ ہے جس نے پہل کی جب کہ مظلوم زیادتی نہ کرے"

غور کریں جس نے گالی کی ابتداء کی دونوں گالیوں کا گناہ پہلے کے سر ہے جب تک دوسرا پہلے سے بھی بڑھ کر گالیاں نہ دے۔ اگر گالی دینے میں زیادتی کرے گا تو پھر دونوں ہی گناہ میں مشترک ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں نہ تو بے ہودہ گفتگو ہو گی اور نہ گالی گلوچ ہو گئی۔ ارشادِ ربانی ہے:

"لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا"۔[19]

"وہاں نہ بے ہودہ باتیں سنیں گے اور نہ گالی گلوچ"۔

یعنی ہمیں چاہیے کہ ہم خود بھی بے ہودہ گفتگو سے بچیں اور دوسروں کو بھی اس سے بچنے کی تلقین کریں۔

نتیجہ:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ زندگی میں آنے والے تمام حوادث کے لیے اسلامی شریعت میں رہنمائی موجود ہے۔ گفتگو انسانوں کا باہمی رابطہ کا ذریعہ ہے۔ اسلام نے اندازِ گفتگو کے کے لیے چند ہدایات دی ہیں کہ الفاظ مختصر، واضح مگر جامع ہوں۔ انداز ایسا ہو کہ سننے والے کو سمجھنے میں کوئی دقّت نہ ہو۔ ہمیشہ اچھی اور سیدھی بات کی جائے۔

دورانِ گفتگو بے ہودہ فحش کلامی سے بچنا چاہیے۔ مسلمان کا یہ شیوہ نہیں ہے کہ وہ گالی گلوچ کرے۔ بلکہ یہ ذمہ داری بھی مسلمان کی ہے کہ وہ دوسروں کو بھی فحش کلامی سے روکے۔ گالی دینا سخت گناہ کا عمل ہے۔ اگر کوئی تمہیں گالی دے تو بھی اُسے جواب نہیں دینا چاہیے۔

حوالہ و حواشی

---

[1] القرآن 2: 33

[2] القرآن 19:31

[3] القرآن 49: 1-4

[4] احمد بن حنبل ابو عبداللہ الشیبانی: مسند احمد بن حنبل، ناشر موئسسۃ القرطبہ، حدیث ابو ثعلبہ الخشنیٰ، ج۔4، ح۔17767

[5] بخاری محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، الجامع الصحیح بخاری، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2004، دل کو نرم کرنے والی باتوں کا بیان، باب زبان کی حفاظت کرنا، ج۔7، ح۔6477

[6] القرآن 2:83

[7] القرآن 4:9

[8] ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابو داؤد، ناشر اسلامی کتب خانہ، لاہور،، کتاب الادب، کس طرح بات کرنی چاہیے، ج۔3، ح۔1411

[9] ایضاً، کتاب الادب، تڑتڑ باتیں کرنے کا بیان، ج۔3، ح۔1573

[10] بخاری محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، الجامع الصحیح بخاری، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2004، دل کو نرم کرنے والی باتوں کا بیان، باب زبان کی حفاظت کرنا، ج۔7، ح۔6476

[11] القرآن 29:46

[12] القرآن 23:96

[13] القرآن 25:63

[14] القرآن 31:6

[15] القرآن 23: 1-3

[16] امام بخاری محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، الجامع الصحیح بخاری، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2004،، کتاب الایمان، باب مومن کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں اس کے اعمال مٹ نہ جائیں اور اس کو خبر تک نہ ہو، ج۔1، ح۔48

[17] ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابوداؤد، ناشر اسلامی کتب خانہ، لاہور، کتاب الادب، بدلہ لینے کا باب، ج۔3، ح۔1465

[18] ایضاً، کتاب الادب، گالی گلوچ کا باب، ج۔3، ح۔1463

[19] القرآن 25:56